کیرالا میں مطالعۂ اقبال اور عبدالصمد صمدانی

کے پی شمس الدین

جنوبی ہندستان کی ریاست کیرالا کے علمی، ثقافتی، تہذیبی حالات کے متعلق بہت کم لوگ واقف ہیں۔ سیاسی ادبی اعتبار سے بھی اس ریاست کو وہ شہرت نہیں ملی جو ملنی چاہیے تھی۔

اب انفارمیشن ٹکنالوجی کا دور ہے۔گلوبل ولیج کا زمانہ ہے۔ سب خاص و عام اس تاریخی خطے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں۔ جنگِ آزادی کی پہلی لڑائی پرتگیز یوں کے خلاف اسی کے ساحل پر ہوئی۔ تاریخی روایات کے مطابق اسی کے ساحل پر نبیِ اکرم ﷺ کے دورِ حیات میں ہی اسلام کا تعارف ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی ریاست کے ساحل پر یہاں کے راجہ چیرامان پرومال نے شق القمر کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر دینِ اسلام قبول کیا تھا۔

کیرالا اپنی تہذیب و تمدن اور زبان کے الگ تھلگ ہونے کی وجہ سے مشترکہ طور پر دوسرے صوبوں سے میل ملاپ میں زیادہ ربط قائم نہیں رہا۔ آج شمالی ہندستان میں جو کچھ ہونا چاہیے تھا وہ کیرالا میں ہو رہا ہے۔ اردو زبان کی ترقی، اقبالیات جیسے موضوع پر کیرالا میں سرگرمیاں فروغ پا رہی ہیں۔ علامہ اقبال پر دنیا کے کونے کونے میں مطالعہ اور تحقیق کا کام جاری ہے۔ اردو کے شاعروں میں اقبال پر سب سے زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ہندستان میں شاید ہی ایسی کوئی ریاست ہو جہاں اقبال پر کچھ نہ کچھ کام نہ ہو رہا ہو۔ جنوبی ہند میں ہی نہیں، شاید سارے ہندستان میں سب سے زیادہ اقبال کے موضوع پر کتابیں رسالے، تحقیقی مقالے حیدرآباد کی اقبال اکادمی میں موجود ہیں لیکن اقبال کے نام پر عالی شان عمارت کا وجود (برائے نام نہیں بطور کام) شاید کیرالا میں ہی ہے۔

کیرالا میں اقبال پر ملیالم زبان میں بہت کام ہوا ہے، لیکن شروعات اقبال کی زندگی میں ہی ہوئیں، رسالوں میں اقبال پر مضامین شائع ہوتے رہے اور کوچین میں ۱۹۳۶ء میں 'اقبال لائبریری اینڈ ریڈنگ روم' جناب ابراہیم حاجی قاسم سیٹھ کوچین والا نے قائم کی اور وہ اس کے پہلے صدر بھی

تھے۔ یہ لائبریری صرف اقبال کے نام پر ہی ہے لیکن یہاں اقبال پر کتابیں کم ہی ہیں، اس کے علاوہ چند کتب خانے اور دارالمطالعے اقبال کے نام سے قائم ہوئے۔ عملاً اقبال کی تعلیمات کو عام کرنے سے ان کا تعلق نہیں رہا۔

ملیالم زبان میں اقبال پر سب سے پہلی کتاب اقبال کے نام سے ۱۹۴۶ء میں تریوندرم سے شائع ہوئی۔ دوسو صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مصنف وکّم عبدالقادر (Vikkam Abdul Qadir) تھے۔ بعد میں انھوں نے اسرارِ خودی کا ترجمہ بھی شائع کیا۔ اس کے بعد ٹی عبید، او ابو، سی سی، ایم- صالح، موسیٰ ناصح محمد تلمور وغیرہ اور مادھون جیسے غیر مسلم اصحاب نے بھی مختصر کتابیں لکھ کر شائع کیں۔ کچھ آزادی سے پہلے اور کچھ آزادی کے بعد شائع ہوئیں۔

ملیالم روزناموں میں اقبال پر اکثر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان مضمون نگاروں میں کے- محمد عبدالکریم، ایس ایم سرور، کے پی کنجی موسیٰ، کے ایم احمد، ابراہیم بے ونجا، احمد کٹی کلاتل جیسی شخصیتوں کے نام شامل ہیں۔

کیرالا کے واحد اردو ادیب و شاعر مرحوم ایس ایم سرور، اقبال سے متاثر تھے۔ سرور صاحب کے ابتدائی کلام میں اقبال کا رنگ ڈھنگ اور طرز جھلکتا ہے۔ سید محمد سرور کے دو مجموعۂ کلام شائع ہو چکے ہیں، ارمغانِ کیرالا اور نوائے سرور۔ اس میں اقبال پر بھی نظمیں لکھی گئی ہیں۔ اقبال کے فرزند جاوید اقبال نے شعری مجموعہ ارمغانِ کیرالا ملنے پر اس کی ستائش کرتے ہوئے سرور صاحب کو پیغام بھی ارسال کیا تھا۔ سرور صاحب نے اقبال کی فارسی کی چند نظموں کا بھی اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ بطورِ نمونہ چند اشعار پیشِ خدمت ہیں:

تو شب آفریدی چراغ آفریدم
بنائی ہے شب تو نے، میں نے چراغ
سفال آفریدی ایاغ آفریدم
بنائے خزف تو نے، میں نے ایاغ
بیاباں و کہسار و راغ آفریدی
کیے تو نے پیدا، بیاباں و کہسار
خیاباں و گلزار و باغ آفریدم
کیے میں نے پیدا، خیاباں و گلزار
من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
میں کرتا ہوں سنگ سے آئینہ پیدا

من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم
میں کرتا ہوں زہر سے نوشینہ پیدا

(۱۱) نومبر ۱۹۶۶ء)

علامہ اقبال کی بانگِ درا کا ترجمہ کچھ عرصہ قبل ملیالم میں ہوا ہے لیکن یہ ترجمہ اصل مفہوم سے قریب نہیں ہے۔ موپلا شاعر پی ٹی عبدالرحمٰن نے موپلا گیت کے طرز پر ترجمہ کیا ہے۔ پی ٹی عبدالرحمٰن کی اردو سے ناواقفیت کی وجہ سے ترجمانی کا حق ادا نہ ہو سکا۔ مرحوم نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔ راست اردو کلام سے استفادہ کرتے ہوئے پی ٹی عبدالرحمٰن اور پی اے کریم نے اشعار کا جو مفہوم ملیالم میں پیش کیا ہے، وہ موپلا طرز کے گیت کے طرز پر ہے۔ پھر بھی بانگِ درا کا ملیالم میں ترجمہ قابلِ قدر بات ہے۔ اسی طرح اردو کے گلوکار عبدالرحمٰن آواز اور ان کے چند احباب نے مل کر اقبال کی چند نظموں کے ترنم و آہنگ کے ساتھ کیسٹ جاری کیے۔ اس کیسٹ میں دوسرے گلوکار بھی ہیں، البتہ ملیالم کا کچھ اثر ان نغموں میں ہے۔

بعض لوگوں نے اپنی شہرت کے لیے بھی اقبال کو نامناسب انداز میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں اقبال پر ایک دو کتابیں شائع ہوئی ہیں جو اقبال کو بدنام کرنے کے برابر ہیں۔ کسی نے اقبال کو عاشق مزاج شخص کے روپ میں پیش کیا ہے۔ کسی نے دوسرے انداز میں لیکن ایسی کتابیں نہ ہونے کے برابر ہیں اور نہ بازار میں دستیاب ہیں کیوں کہ عام لوگوں نے بھی ایسی کتابوں کو نظرانداز کر دیا ہے۔ ویسے اردو اور فارسی سے واقفیت کے بغیر اقبال پر یا ان کے اشعار پر کچھ لکھنا ہی غلط ہے۔ یہ کمی ایسے مفاد پرست لوگوں کی بڑی کوتاہی ہے۔

آزادی سے قبل کیرالا تین صوبوں پر مشتمل تھی ملی بار، کوچین اور ٹراونکور جس میں ملی بار پر مسلم لیگ کی مضبوط گرفت تھی۔ مسلم لیگ کے ہر چھوٹے بڑے آفس میں علامہ اقبال کی تصویر پہلے دکھائی دیتی تھی۔ جلسے منعقد کیے جانے والے مقامات کو ''علامہ اقبال نگر'' کا نام دیا جاتا تھا۔ ۱۹۳۴ء سے شائع ہونے والا چندریکا اخبار مسلم لیگ کا ترجمان ہے (آج بھی باقاعدہ طور پر شائع ہو رہا ہے اور سب سے زیادہ اقبال پر مضامین شائع کرنے والا اخبار ہے) جس میں ہمیشہ اقبال پر مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ تقسیمِ ہند اور آزادی کے بعد سب کچھ بدل گیا۔ یہاں کے مسلم لیگ کے رہنما اور محمد علی جناح کے دستِ راست جناب حاجی عبدالستار حاجی اسحٰق سیٹھ صاحب کے پاکستان چلے جانے سے یہاں کے سیاسی حالات میں بہت تبدیلی ہوئی۔ آزادی کے بعد محمد اسمٰعیل صاحب نے انڈین یونین مسلم لیگ قائم کی تو کیرالا کے مسلمانوں کی ایک نئی سیاسی پارٹی کا اثر اتنا زیادہ نہیں تھا جتنا پہلے تھا۔

اردو کا نام لینا یا اقبال پر کچھ لکھنا تنگ نظری سمجھا جاتا تھا۔ اسی دور میں انڈین یونین مسلم لیگ کے قیام کے بعد IUML کے ترجمان چندریکا نے اقبال پر خصوصی شمارہ جاری کیا۔ آپسیّ سے میمن

حضرات نے اقبال پر سوونیر شائع کیے۔ IUML کے دفتروں میں بھی اقبال کی تصاویر نظر آنے لگیں۔ کیرالا اردو ٹیچرز ایسوسی ایشن کا سہ ماہی جریدہ اردو بلٹن نے بھی اقبال نمبر شائع کیا اس طرح ادبی اور ثقافتی حلقوں میں بھی اقبال کا چرچا ہونے لگا۔

اسی دوران روزنامہ چندریکا میں مسلسل اقبال پر مضامین شائع ہو رہے تھے جو سب کی توجہ کا مرکز بن رہے تھے۔لوگ یہ جاننا چاہتے تھے کہ مسلسل اقبال پر لکھنے والے کون ہیں جو اقبال پر تحقیقی نظر رکھتے ہیں۔ یہ تھے خوبرو نوجوان جناب ایم پی عبدالصمد صمدانی جو ایک اچھے مقرر بھی ہیں۔ اقبال کے اشعار کے بغیر ان کی تقریریں ادھوری رہتیں۔ آج کیرالا کا بچہ بچہ صمدانی کو جانتا ہے اور جو صمدانی کو جانتا ہے وہ اقبال کو جاننے لگا۔ اقبال کے پیام، ان کے فن وغیرہ کا جس انداز اور ڈھنگ سے کیرالا میں صمدانی نے تعارف کرایا ہے شاید ہی کسی اور نے کرایا ہو۔

عبدالصمد صمدانی کی پیدائش ضلع ملاپورم میں ایک بزرگ عالم دین مولانا عبدالحمید حیدری کے گھر ہوئی۔ مولانا عربی، اردو، فارسی اور ہندی کے ماہر تھے۔ عبدالصمد صمدانی کے لیے مولانا عبدالحمید ان کے والدِ محترم ہی نہیں بلکہ استاد بھی تھے۔ ابتدائی تعلیم کے علاوہ عربی، اردو، فارسی کی تعلیم بھی گھر پر ہوئی۔ سنسکرت کی تعلیم کے لیے والد نے ایک استاد (کنجونمبیار) کو مقرر کیا تھا۔ بچپن ہی سے گھر میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علامہ اقبال کا چرچا ہوتا تھا۔ اقبالیات کا ماحول تھا۔ صمدانی صاحب کے والدِ محترم بڑے خوشخط انداز میں علامہ اقبال کے اشعار اور اس کی شرح لکھا کرتے تھے۔ یہی نہیں، مولانا عبدالحمید صاحب نے قرآن شریف کا اردو میں ترجمہ بھی کیا۔ یہ کیرالا کی واحد شخصیت تھے جنھوں نے قرآن شریف کے اردو ترجمہ کے لیے پہل کی ہے لیکن اس نیک کام کی تکمیل سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کا بلاوا آ گیا اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

جناب عبدالصمد صمدانی اسکول کی تعلیم کے بعد جب کالج پہنچے تو بطور سیکنڈ لینگویج اردو کا انتخاب کیا اس کی خاص وجہ یہی تھی کہ اردو کے ذریعے اقبال کو اور زیادہ جاننے کا موقع ملے۔ فاروق کالج میں ڈاکٹر سیّد قدرت اللہ باقوی صاحب (جو اس وقت میسور کے سر قاضی ہیں) کے شاگرد بنے تو اقبال کی شاعری اور فلسفے سے زیادہ لگاؤ ہوا۔ تاریخ میں ایم اے کی سند حاصل کرنے کے بعد ایم فل میں علامہ اقبال اور امینیول کانٹ (Immanuel Kant) کا تقابلی مطالعہ کے موضوع پر مقالہ پیش کر کے ڈگری حاصل کی۔ فی الحال دہلی کے جواہر لال نہرو یونی ورسٹی میں ڈاکٹر آر پی سنگھ کی زیرِ نگرانی میں اقبال اور فلسفہ پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ اسی دوران ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کر کے تلشیری کی دو سو سال پرانی عدالت میں ۱۸/اپریل ۲۰۰۴ء کو انرولمنٹ بھی کیا۔ اس کے دوسرے دن تمام اخباروں میں 'صمدانی راہِ اقبال پر' کی سرخی کے ساتھ خبریں شائع ہوئی تھیں۔

ان ساری سرگرمیوں کے علاوہ جناب عبدالصمد صمدانی ایک اچھے سیاست داں اور مقرر کی حیثیت

سے ساری ریاست میں مقبول ہیں۔ جناب عبدالصمد صمدانی مسلم لیگ کے اعلیٰ درجے کے رہنماؤں میں سے ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں صمدانی صاحب کو راجیہ سبھا کے لیے چن لیا گیا۔ انھوں نے پارلیمنٹ میں اردو میں حلف لیا جس پر دوسرے ممبران پارلیمنٹ حیرت کا اظہار کر رہے تھے کہ ملیالی ایم پی اور اردو! یہی نہیں حلف برداری کے بعد انھوں نے اقبال کی نظم 'فنونِ لطیفہ' پڑھی۔

اے اہلِ نظر، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے، وہ نظر کیا

سارا ایوان اقبال کے اشعار سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اس وقت کی ڈپٹی اسپیکر محترمہ نجمہ ہبت اللہ نے اس نظم کو دوبارہ مکمل طور پر سنانے کی فرمائش بھی کی۔

ایم پی بننے کے بعد صمدانی کو دنیا کے مختلف ممالک کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ دل میں اقبال کو لیے گھومتے گھومتے کیرالا میں علامہ اقبال کی ایک خوب صورت یادگار Allama Iqbal Indian Humanitarian Foundation قائم کرنے کی ٹھان لی۔ یہ کام اتنا آسان نہیں تھا جتنا سوچا گیا تھا۔ اللہ کے بھروسے پر عبدالصمد صمدانی نے قدم آگے بڑھایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے ان کے خواب کو حقیقت میں بدل دیا۔

اقبال فاؤنڈیشن کا سنگِ بنیاد، ریاست کیرالا کے مسلم لیگ کے صدر سیّد محمد علی شہاب تھنگل نے رکھا۔ اس کے بعد اقبال پر کئی پروگرام اور سیمینار وغیرہ منعقد کیے گئے۔ ایسے ہی ایک سیمینار میں مشہور صحافی اور ممبر پارلیمنٹ جناب کلدیپ نیر بھی تشریف لائے اور اپنی مسحور کن تقریر سے اقبال کے تاریخی حقائق پر روشنی ڈالی۔

۲۰/اپریل ۲۰۰۳ء بروز اتوار کو علامہ اقبال کی یادگار عالی شان عمارت کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس تقریب میں افتتاحی خطبہ سید محمد علی شہاب تھنگل اور کلیدی خطبہ کلدیپ نیّر ایم پی نے پیش کیا۔ تقریری مقابلے میں حصہ لینے والے طلبہ میں مہمانِ خصوصی مولانا انظر شاہ کشمیری نے انعامات تقسیم فرمائے اور دیگر وزرا، ممبران پارلیمنٹ، ضلع کلکٹر، کالی کٹ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر جیسی عظیم ہستیوں نے اس تقریب میں شرکت کی، شکریہ ملیالم کے مشہور شاعر پی کے گوپی نے ادا کیا۔

اس عالی شان عمارت کے رنگ ڈھنگ کا اپنا الگ ہی انداز ہے۔ فاؤنڈیشن کو دیکھتے ہی اقبال سے ناواقف لوگ بھی اقبال کو جاننے کی ضرور کوشش کریں گے۔ یہاں ہمیشہ کسی نہ کسی پروگرام کا انعقاد عمل میں آتا ہے۔ اندرون و بیرونِ کیرالا سے نامور ہستیاں یہاں شریک ہوتی ہیں۔ اہلِ علم بے حد مفید مقالے بھی پیش کرتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ۲۸/جنوری ۲۰۰۴ء بروز بدھ پروفیسر گوپی چند نارنگ یہاں تشریف لائے تھے اور علامہ اقبال پر ایک بہترین تقریر کی۔ نارنگ صاحب نے اقبال کی شاعری کے مختلف پہلوؤں کو پراثر انداز میں پیش کیا۔ اس جلسے کا صدارتی خطبہ خود عبدالصمد صمدانی نے

دیا اور خطبہ استقبالیہ جناب ایس سی ای آر ٹی کے اردو ریسرچ آفیسر این محی الدین کٹی نے پیش فرمایا۔ اس تقریب میں کیرالا اردو ٹیچرز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری جناب احمد کٹی کلاتل، انجمن ترقیِ اردو (کیرالا) کے جنرل سکریٹری حمید کاراشیری اور ملیالم کے شاعر پی کے گوپی نے حصہ لیا۔

۱۷ر فروری ۲۰۰۴ء بروز منگل کالی کٹ میں منعقدہ کیرالا اردو ٹیچرز ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسے میں آئے ہوئے مہمانِ خصوصی قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کے ڈائریکٹر جناب حمیداللہ بھٹ صاحب نے اقبال فاؤنڈیشن کا معائنہ کیا اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا،'کیرالا میں اقبال واہ بھئی واہ.....' اسی جلسے میں بمبئی سے آئے ہوئے روزنامہ اردو ٹائمز کے فیچر ایڈیٹر جناب سعید حمید صاحب نے بھی فاؤنڈیشن کی اس عمارت کو دیکھ کر کہا،''علامہ اقبال کی ایسی یادگار بمبئی میں کہاں؟''

کیرالا کے ضلع کالی کٹ کی اہم شاہراہ پر یادگارِ اقبال کے طور پر اس غیراردو داں ریاست میں عشقِ اقبال میں عبدالصمد صمدانی نے جو عمارت بنائی ہے اس کی تعمیر میں کسی اردو اکادمی یا اردو کونسل یا ریاستی اور مرکزی حکومت یا کسی ایم ایل اے یا ایم پی کے فنڈ کا ایک روپیہ بھی شامل نہیں ہے۔ حال آنکہ خود ایم پی کو کثیر فنڈ ملتا ہے لیکن سرکار کا ایک روپیہ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ صمدانی صاحب نے نہ صرف اپنا سرمایہ لگایا اور اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے تعاون سے یہ شان دار عمارت تعمیر کی اور کثیر سرمائے سے کتابیں (صرف اقبال پر) یہاں جمع کیں۔ اقبال فاؤنڈیشن میں مندرجہ ذیل علمی اور ادبی ادارے کام کر رہے ہیں اور یہ ادارہ ایک علمی اور ادبی مرکز بن گیا ہے:

۱۔ علامہ اقبال انڈین ہیومینٹیرین فاؤنڈیشن
۲۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف فلاسفی
۳۔ اقبال اکادمی
۴۔ علامہ اقبال آڈیٹوریم
۵۔ ڈاکٹر اقبال سینٹر فار انڈین اینڈ فلانتر وفک اسٹڈیز
۶۔ بیرسٹر اقبال لیگل سینٹر

ان سب کاموں کے لیے اکادمی میں خود کا ایک پرنٹنگ پریس بھی ہے۔

عبدالصمد صمدانی نے اقبالیات پر اب تک ملیالم میں پندرہ کتابیں شائع کی ہیں۔ صمدانی کے اقبال پر اب تک کے مقالات جو انھوں نے مختلف رسائل، اخبارات اور سوویپز میں لکھے ہیں ان سب کو یکجا کیا جائے تو تین جلدوں میں شائع کیا جا سکتا ہے۔

مولانا ابوالحسن ندوی صاحب کی نقوشِ اقبال کا ترجمہ بھی شائع کیا گیا۔ ندوی صاحب سے قریبی تعلقات تھے اس کا ذکر انھوں نے اپنی کتاب کاروانِ زندگی میں کیا ہے۔

کیرالا میں کثیر تعداد میں لوگوں کو اکٹھا کرنے کا سہرا بھی صمدانی کے سر جاتا ہے۔ ماہِ رمضان

المبارک میں تین شبینہ دینی تقاریر ہوتی ہیں۔ یہ دینی جلسہ کالی کٹ کے ساحل پر منعقد کیا جاتا ہے جس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زائد ہوتی ہے۔ تقریباً چار گھنٹے مسلسل تقریر کرتے ہیں۔ خطبے میں اقبال کے اشعار کی پھلجھڑیاں بکھرتی ہیں، سمندر کی لہروں سے ٹکراتے ہوئے اقبال کے اشعار سننے والوں کو مسحور کر دیتے ہیں۔ اجتماع کی جگہ کو 'علامہ اقبال نگر' کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال کو سچے دل سے چاہنے والی ایسی شخصیت شاید ہی کہیں اور ملے۔ اقبال کا قرآن مجید سے لگاؤ اور رسولِ اکرم ﷺ سے گہری محبت، یہ باتیں جناب عبدالصمد صمدانی کی تقریر کا خاص وصف ہیں۔ وہ اپنی تقاریر سے ان باتوں کو عوام تک پہنچا رہے ہیں۔

☆☆☆

از ''اقبال ریویو'' (نومبر ۲۰۰۴ء)
حیدر آباد دکن